AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

اسلم راہی کی غزل کے فکری محاسن

The Intellectual Merits of Aslam Rahi's Ghazal

Gulnaz Yousif
M.phil Scholar (Urdu), NCBA&E, Sub Campus, Multan, jansher9799@gmail.com

Iram Akhtar
M.phil Scholar (Urdu), NCBA&E, Sub Campus, Multan, iramrana416@gmail.com

Tahira Bibi
M.phil Scholar (Urdu), NCBA&E, Sub Campus, Multan, muhammadsaifillah47@gmail.com

Dr. Muhammad Shakeel Pitafi
HOD, Department of Urdu, NCBA&E, Sub Campus, Multan

Abstract

Aslam Rahi's ghazal holds a distinguished place in modern Urdu poetry for its intellectual depth, aesthetic beauty, and meaningful expression. His poetry reflects a profound blend of thought and emotion, portraying human experiences, social attitudes, and inner conflicts with remarkable sensitivity. While preserving the classical style of the ghazal, Aslam Rahi infused it with a new intellectual dimension. Themes such as love, humanism, spirituality, and the realities of life are expressed with philosophical insight and artistic grace. He is not merely a poet of emotions but a thinker who presents the issues of his age through symbolic and metaphorical expression. His ghazals embody a strong sense of contemporary awareness, aesthetic harmony, and intellectual maturity, elevating his poetry beyond romanticism and granting it a unique intellectual identity.

Keywords: *Aslam Rahi, ghazal, intellectual merits, contemporary consciousness, spirituality, love, human experience*

خاندانی پس منظر:

محمد اسلم راہی جن کا اصل نام "محمد اسلم ندیم" ہے۔ ان کے دادا کا نام "حافظ غلام حسین" تھا۔ یہ بھٹی فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے، بڑے بیٹے کا نام "عبد القادر" اور چھوٹے بیٹے کا نام "عبد الرحمٰن ندیم" تھا، جو کہ محمد اسلم راہی، عبد الرحمٰن ندیم کے فرزند تھے۔ ان کی چار بیٹیاں تھیں اور ایک بیٹا تھا۔ عبد الرحمٰن ندیم نے ۴۹-۱۹۴۸ء میں ہائی سکول راجن پور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر سروس کی

تلاش میں ڈیرہ غازی خان چلے گئے اور وہاں بطور ٹیوٹر گھروں پر جا کر ٹیوشن پڑھاتے تھے۔ ڈاکٹر نصر اللہ غلزئی ان کے سٹوڈنٹ رہے بعد ازاں ڈسٹرکٹ کونسل ڈی جی خان "ٹیکس انسپکٹر" تعینات ہوئے۔ محمد اسلم راہی اس حوالے سے بتاتے ہیں:

"پروفیشنل ٹیکس انسپکٹر" میں ملازمت کرتے رہے۔ ۲۵ سال ملازمت کرنے کے پر بعد ۱۹۸۳ء میں اس جہاں فانی سے کوچ کر گئے۔" ۱

محمد اسلم راہی جن کا اصل نام "محمد اسلم ندیم" اور قلمی نام "ایم اے راہی" ہے۔ محمد اسلم راہی ۲۳ جولائی ۱۹۵۵ء کو فاضل پور کے ایک چھوٹے سے قصبے سکھانی والا میں پیدا ہوئے۔ محمد اسلم راہی، پانچ بہن بھائی ہیں۔ ان کی چار بہنیں اور یہی اکلوتے بھائی ہیں۔

ازدواجی زندگی:

محمد اسلم راہی کی شادی اپریل ۱۹۷۹ء ہوئی۔ انہوں نے گھر والوں کی مرضی کے مطابق شادی کی۔ ان کی شریک حیات کا نام "نسیم اختر" ہے جو ایک گھریلو خاتون ہیں۔ ان کی تعلیم نہیں ہے۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود انہوں نے محمد اسلم راہی کا ساتھ دیا اور بچوں کی اچھی تربیت کی۔ بیگم نسیم اختر محمد اسلم راہی کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کچھ یوں کرتی ہیں کہ:

"اسلم راہی ایک خوش اخلاق، نیک دل اور محبت و عزت کرنے والے انسان ہیں۔ جب سے ہماری شادی ہوئی ہے کبھی بھی ہمارے درمیان بڑا جھگڑا نہیں ہوا مگر چھوٹی موٹی تکرار زندگی کا حصہ ہے۔" ۲

عادات و اطوار:

اسلم راہی سنجیدہ مزاج کے مالک ہیں۔ ان کی پوری زندگی تکلف کا مبرا رہی ہے۔ نمود و نمائش ان کا وطیرہ نہیں ہے۔ سادہ لباس کا استعمال کرتے ہیں اور رہائش بھی عام سے مکان میں ہے۔ آپ پانچ وقت کی نماز کے پابند ہیں۔ آنے والے طالب علموں اور دوستوں کو بھی نماز و قرآن پڑھنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔

فارغ اوقات میں اپنے ہم عمر دوستوں عبدالرحمٰن سدوزئی، یوسف بھٹی، خادم حسین اور ناشاد بھٹہ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں سے آپ کے دوست حکیم اللہ دریشک، شوکت حبیب دریشک اور جہانگیر قریشی کے ساتھ گپ شپ کرتے ہیں۔ اسلم راہی اپنی کتاب "خوابوں کا جزیرہ" میں اپنے دوستوں کے حوالے سے اشعار لکھتے ہیں:

؎ آپ جیسے بھی ہیں میرے لئے اچھے ہی ہیں
کیوں نہ میں ناز کروں آپ تو اپنے ہی ہیں
گو تعلق ہی نہیں آپ سے دل کا جاناں
کچھ نہ کچھ پھر بھی میرے آپ تو لگتے ہی ہیں ۳

اسلم راہی کی عادت ہے وہ جب کلاس یا گھر میں داخل ہوتے ہیں تو "السلامُ
علیکم" کہہ کر بات ابتداء کرتے ہیں۔ زبان پر ذکرِ اللہ جاری رہتا ہے۔

بزرگانِ دین سے دلچسپی:

محمد اسلم راہی کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ اور صوفی مسلک دیوبند اقبال کے مرشد حضرت مولانا علی مرتضیٰ "گرامی شریف" والے تھے۔ آپ کے مرشید المرشد حضرت فضل علیؒ قریشی مسکین پور شہر سلطان (مظفر گڑھ) والے تھے۔ قریشی کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ، نواسے حضرت کلیم اللہ قریشی کے ساتھ رابطے میں رہے۔ خان پور شہر میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔ اس حوالے سے اسلم راہی کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"دین پور شریف کے بزرگ میاں سراج الدین، دین پوری اور آپ کے
صاحب زادے میاں مسعود الدین، دین پوری کی خدمت اور محفل میں
شرکت کرتے رہے۔" ۴

آپ کے پیر بھائیوں میں سکھانی والا سے مولانا عبدالغفور لغاری اور فاضل پور سے صوفی حاجی اللہ بخش کلیم تھے۔ اسلم راہی کی ایک نعت کا شعر ملاحظہ کریں:

ہر ایک سانس میں گر مدحتِ حبیبؐ نہ ہو
وہ کم نصیب ہے ایسا جگر نصیب نہ ہونا ۵

آغاز شاعری:

اسلم راہی ہمدرد، قدردان اور سخنوراں ہیں۔ کسی کو دکھ میں دیکھ کر رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں مطالعے کا وسیع شوق ہے۔ انہوں نے اسلامی، تاریخی اور سیاسی کتب کے ساتھ ساتھ ادبی اخبار، رسائل اور ہمہ اقسام کی نثری اور شاعری کی کتب زیرِ مطالعہ رہی ہیں۔ چونکہ پہلے دور میں اردو کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی بھی ہوا کرتی تھی۔ اسی لئے اسلم راہی نے بہت سی فارسی اور عربی کتب کا بھی مطالعہ کیا ہے اور اردو کتب میں بہت سے معروف شعراء، میر وغالب، مومن و جگر، داغ و ظفر، فانی وحسرت موہانی کلام نصاب کا حصہ ہوتے تھے۔ اس لئے طبیعت کو چھبن محسوس ہوئی۔ ۱۹۷۵ء میں سرائیکی طبع آزمائی کی اور قریبی قصبہ مہرے والا سید عنصر بخاری کی خدمت میں اصلاح کے لئے حاضر ہوئے۔ ان کی سرائیکی کی کتاب "ٹوبھے تھل دے" میں ان کا سرائیکی کلام ملاحظہ ہو:

میڈی مٹی دا قرض ہے میں تے
کاءدی پولی اُشاک ھی پووے
میڈا مولا قلم کوں سوبھ چاڈے
میڈا مَن وِی سجاک تھی پووے ۶

یہ قطع ان کے سرائیکی کلام کا خوبصورت حصہ ہے جس کو انہوں نے دعائیہ
انداز میں پیش کیا ہے۔

اُردو شاعری کا آغاز:

اسلم راہی نے سرائیکی شاعری کے ساتھ ساتھ اردو شاعری بھی کی ہے۔ ۱۹۸۵ء میں انہوں نے اردو شاعری کا باقاعدہ آغاز کیا ہے۔ انہوں نے اردو شاعری میں اردو حمد یہ نعتیہ کلام کے ساتھ ساتھ اردو غزل بھی لکھی۔ فیض، فراز، ناصر کاظمی، عاصی، شفقت کاظمی، امجد اسلام، قتیل شفائی، منیر نیازی، نوشی گیلانی اور تابش کی کتب کا خوب مطالعہ کیا۔ ۱۹۹۰ء میں بہاول پور کے راؤ ثاقب کرنالی سے بذریعہ خط و کتابت اصلاح لیتے رہے۔ ۱۹۹۵ء کو ڈیرہ غازی خان میں محسن نقوی سے ملاقاتیں ہوئی لیکن محسن نقوی لاہور رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے باقاعدہ ٹائم نہ دے سکے۔ ۱۹۹۶ء میں اپنے دوست اور ناشر وزیر احمد انصاری کی معرفت ڈگری کالج ڈیرہ غازی خان کے پرنسپل پروفیسر شریف اشرف صاحب گدائی روڈ پر رہائش پذیر تھے۔ پندرہ روزہ ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں انہوں نے ان کی بھرپور اصلاح کی جس کا برملا اظہار وہ اپنی کتاب "بوئے گل" میں کچھ یوں کرتے ہیں:

ان کا فیضانِ نظر ہے یہ عنایت ان کی
ایک قطرے کو سمندر ہے بتایا اس نے
محوِ حیرت ہیں مقدر پہ میرے لوح و قلم
ذرہ ء خاک کو گوہر ہے بتایا اس نے ؎

اس طرح پروفیسر شریف اشرف کی اصلاح کے بعد ۱۹۹۸ء میں ان کی پہلی اردو کتاب "سسکتی لو" (اردو غزل طبع ہوئی)۔ اس کے بعد دوسری کتاب ۲۰۰۰ء میں "بوئے گل" منظر عام پر آئی۔ تیسری کتاب "خوابوں کا جزیرہ" ۲۰۰۷ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کا انتساب اپنے محرم استاد پروفیسر شریف اشرف ڈی جی خان کے نام کیا ہے۔ محمد اسلم راہی اپنے استاد محترم پروفیسر شریف اشرف کے نام ایک شعر کیا ہے جو درج ذیل ہے۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

دراز عمر تمہاری ہو رتجگوں کی طرح
مری دعا ہے کہ خوشبوں سے ہمکنار رہو ؎۸

اس شعر میں وہ اپنے استادِ محترم کے لئے دعا کرتے ہیں۔

مشاعرہ سازی:

اسلم راہی چونکہ ایک شاعر ہیں اس لئے وہ بہت سے مشاعروں میں شرکت کرتے ہیں۔ اسلم راہی کے والد ۱۹۸۳ء میں وفات پا گئے۔ اس لیے یہ گھر کے واحد سربراہ ہونے کی وجہ سے دور دراز مشاعروں میں شرکت نہیں کر سکتے۔ اسی لیے صرف مقامی سطح تک مشاعروں میں شریک ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے طاہر حسین مگسی ان کے بارے میں کچھ یوں رائے بیان کرتے ہیں:

> "اسلم راہی مشاعرے میں اسٹیج بہت کم استعمال کرتے ہیں۔ ویسے شاعری بہت لکھتے ہیں ہر موضوع پر انہوں نے طبع آزمائی کی ہے۔ اسلامی شاعری اور انقلابی شاعری بھی کرتے ہیں۔" ۹

شخصیت:

اسلم راہی ایک اچھی شخصیت کے مالک ہیں اور ایک پر خلوص انسان ہیں۔ خلوص کے حوالے سے ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

تیرے خلوص کی قیمت کسی کو کیا معلوم
گُہر کے دام تو جوہر شناس ہی جانے

اسلم راہی خاموش طبع انسان ہیں۔ کسی بھی محفل میں خاموشی سے بیٹھے رہتے ہیں۔ موقع محل کے مطابق سوال و جواب کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ ہر بات حوالہ جات سے کرتے ہیں۔ باتوں باتوں میں ہلکی سی مسکراہٹ ظاہر ہوتی ہے۔ نحیف و نزار جسم کے مالک ہیں۔ چلتے وقت سر جھکائے رکھتے ہیں۔ سلام سلوٹ کی طرح کرتے ہیں۔ ان کی شخصیت کے حوالے سے ان کے ایک قریبی دوست طاہر حسین مگسی انٹرویو میں بتاتے ہیں:

> "اسلم راہی بہت شریف انسان ہیں۔ وہ انقلابی مزاج کے مالک ہیں۔ انتہائی خود دار انسان ہیں اور نئی نسل کو مستقبل کے بارے میں بہت ساری نصیحتیں کرتے ہیں۔" ۱۰

شعری تخلیقات:

اسلم راہی نے اردو اور سرائیکی میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جو کتابیں منظر عام پر آئی ان کے نام درج ذیل ہیں:

نام	سن اشاعت
• سسکتی لو	۱۹۹۸ء
• بوئے گل	۲۰۰۰ء
• سردارِ انبیاء	یکم رمضان ۱۴۴۱ھ

- ٹوبھے تھل دے ۲۰۰۶ء
- خوابوں کا جزیرہ ۲۰۰۷ء

محمد اسلم راہی کی غزل گوئی:

محمد اسلم راہی اردو ادب کے بہت بڑے شاعر ہیں اور دبستان راجن پور کے اہم شعراء میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ محمد اسلم راہی نے غزل گوئی میں اپنی شہرت کے جھنڈے گاڑھے ہیں۔ البتہ ان کی کتاب ”خوابوں کا جزیرہ“ میں غزلوں کی تعداد ۱۲۲ ہے۔ انہوں نے ہر غزل میں ہجر بھی ہے اور اس طرح انہوں نے غزل کے ذریعے اپنے تمام تر جذبات و خیالات، داخلی و خارجی احساسات کو غزل کے ذریعے اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ ان کی غزلوں میں وصالِ یار بھی پایا جاتا ہے۔ وصال کے حوالے سے ان کی غزل کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

قرضِ وصال یارِ جگر سے اُتاریے
بے فکر ہو کے راہِ عدم کو سدھاریے
اے ساکنان شہر ستم الوداع کہو
پھولوں کا قحط پڑ گیا پتھر ہی ماریے
ہر گام ٹھوکریں ہیں مقدر میں اے خدا
مجھ خانماں خراب کی قسمت سنواریے
میرے لیے ہے باعثِ صد عز و افتخار
راہی کی لاش کوئے صنم سے گزاریے [11]

محمد اسلم راہی کی غزلوں میں چاشنی پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ بہت ہی مشکل اور بھاری بھرکم الفاظ بیان کئے گئے ہیں جو کہ عام آدمی کو سمجھ میں نہیں آتے ان کو سمجھنے کے لئے بہت زیادہ مطالعہ کرنے کی ضرورت ہو گی۔

فکری موضوعات:

راہی صاحب کی شاعری کے موضوعات دیکھے جائیں تو ہمیں ہر قسم کے موضوع ان کی شاعری میں ملتا ہے شاید کوئی ایک موضوع جو ان سے رہے گیا ہو۔ انہوں نے ہر موضوع پر شاعری کی، اس میں سماج کی نشیب و فراز، معاشرت کی عکاسی، حقیقت پسندی، داخلی و خارجی خیالات کا طلاطم، ہجر و فراق جیسے موضوعات کو اپنی شاعری میں جگہ دی۔ ان کی شاعری کے فکری موضوعات درج ذیل ہیں:

راسخ العقیدہ مسلمان:

محمد اسلم راہی کی شاعری پر نظر ڈالیں تو سب سے پہلے جو نمایاں موضوع ملتا ہے، وہ ان کی راسخ العقیدہ ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کا آغاز بھی اپنی نظم ”حمدِ باری تعالیٰ“ سے کیا ہے۔ اس طرح صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پکے اور سچے مسلمان ہیں۔ اس نظم میں انہوں نے اللہ

تعالیٰ سے محبتِ التجاء کی۔ محمد اسلم راہی اپنی شاعری کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور راہِ ہدایت کی راہ اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تمنا گو ہیں اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز میں محسوس کرتے ہیں۔ بقول مرتضیٰ رضوان:

> ”میرے والد محمد اسلم راہی نے اپنی ساری زندگی دین کے مطابق گزاری۔ وہ ایک سچے مسلمان ہیں۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا ان کا معمول ہے۔ زبان پر ہر وقت اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے۔“ ۱۲

ان کی ”حمدِ باری تعالیٰ“ کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

حمد و ثناء ہے تیری مولا مری زباں پہ
ہے دستِ بستہ حاضر تیرا غلام یاں پہ
کہسار و بن میں تجھکو جلوہ نما ہے دیکھا
سرو سمن پہ بلبل نغمہ سرا ہے دیکھا
ہے درد تیرا جاری گل و خار کی زبان پہ
تو ظلمتوں میں کردے اسلام کے اجالے
تابع تیرے خدائی ہر شے تیرے حوالے
جلو طور کر دے تو میرے آشیاں پہ
میری دعائیں ہونگی آخر قبول اک دن
انوار حق کا ہوگا مجھ پہ نزول اک دن
اک دن میں بن کے تارا چمکونگا آسماں پہ
مشکل کشا بھی تو ہے حاجت روا بھی تو ہے
معبود کل بھی تو ہے ربِ غلا بھی تو ہے
چشمِ کرم ادھر بھی ہو میرے کارواں پہ
کشتی ہے اپنی بحرِ عصیاں کے اب بھنور میں
تو ناخدا ہے سب کا ڈوبے ہیں سب بھنور میں
ساحل پہ اب لگادے بن آئی میری جاں پہ
میرا دل ہو تیرا گھر ہو رحمت کی اک نظر ہو
لطفِ کرم تو تب ہے تیرا در ہو میرا سر ہو
ٹھکرا دیا جو تو نے جاؤں گا میں کہاں پہ

جلوت میں تیرا جلوہ خلوت میں تیری قربت
بہروپ تیری قدرت اللہ تیری عظمت
بنایا ہے چشمِ فطرت کا رعیاں نہاں پہ
ماہی بحر عصیاں راہی فقیر یارب
پوچھیں گے کب لحد میں منکر یارب
انوازِ کبریا ہوں میری خاکِ آستاں پہ ۱۳

اس نظم میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے۔ اس نظم میں وہ اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ اگر تو ٹھکرا دے گا تو میں کہا جاؤں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ میرے دل میں اپنا گھر بنادے مجھ پر اک رحمت کی نظر ڈال دے۔

تصوف:

صوفیانہ زندگی علم کا ایک خاصا ہوتا ہے۔ ان کی محافل میں الفاظوں اور حروف کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس کے سامنے کوئی ہستی ظاہری صورت میں نہیں ہوتی مگر وہ باطنی طور پر کسی سے مخاطب تو ضرور ہوتا ہے اور خود کلامی میں اظہارِ محبت اور شکوہ و شکایت کرتا ہے۔ بے اختیاری میں رونا اور ہنسنا اسکی کی عادت بن جاتی ہے۔ محمد اسلم راہی کی غزلوں میں تصوف کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ اس حوالے سے اشعار ملاحظہ ہوں:

چاکِ یہ داماں و آشفتہ سر و آبلہ پا
بھر دو جھولی میری ، ٹوٹے نہ بھرم آئے ہیں
اب پلٹ کر بھی نہ دکھیں گے پس پشت کبھی
اب دل و جان سے ، اللہ کی قسم آئے ہیں ۱۴

انہی اشعار سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ محمد اسلم راہی کی غزلوں میں تصوف کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ تصوف کے حوالے سے ایک اور شعر ملاحظہ کریں:

روزِ محشر نہ شفاعت سے ہو راہی محروم
لے کے دربار میں امیدِ کرم آئے ہیں ۱۵

شاعرِ فطرت:

ادیب، شاعر اور نثر نگار اپنے اندر بے پناہ خوبیاں رکھتا ہے جو اسے اپنے رب کی طرف سے انعام کے طور پر عطا کی جاتی ہیں۔ ان کے اندر احساس وہ محور ہے جس کے گرد وہ گھومتے گھومتے اتنا کم ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنا احساس نہیں رہتا اور یہی چیز انہیں عام آدمی سے ممتاز بناتی ہے۔ ہر ادیب، مصنف و شاعر مناظر و فطرت سے متاثر ہو کر اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

وہ جب بھی سوچتا ہے اسکی سوچ انفرادی کی بجائے اجتماعی ہوتی ہے اور اسے جس ذہنی کشمکش سے گزرنا پڑتا ہے اور ہر چیز میں خدا کی قدرت اور زندگی کو سمجھنے کے لئے غور و فکر کی اتھاہ گہرائیوں میں اترنا پڑتا ہے۔ تب دُر نایاب کی جستجو ہوتی ہے۔ لکھاری کی نظر ہر ماحول کو اپنے الگ زاویے سے دیکھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ جسے عام آدمی سرسری طور پر اپنے نہج پر پرکھ رہا ہوتا ہے۔

فطرت کے حوالے سے اسلم راہی کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

بہار آئی ، نہ پہلی سی وحشتیں لوٹیں
خلوص وہ نہ ملا ، نہ محبتیں لوٹیں ۱۶

ہر روش پھول ہیں ، برستے ہیں مہک گلشن میں
محوِ نظارہ لبِ بام نہیں وہ چمن میں ۱۷

فصلِ گل آج مجھے فصلِ خزاں لگتا ہے
ہر گلِ خار مجھے دشمنِ جاں لگتا ہے ۱۸

اسلوبیات:

محمد اسلم راہی کی شاعری میں پانی کی سی روانی پائی جاتی ہے۔ ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پانی کی طرح رواں اور شفاف صورت میں شعر کے قالب میں ڈھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ احساسات، جذبات اور کیفیات کی ترجمانی کے لئے زیادہ تکلیف کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ انہوں نے کچھ کہنا ہو اسے نہایت سادگی اور بے تکلفی سے کہہ دیتے ہیں۔

کہانی یا افسانہ لکھنا بھی ایک مشکل فن ہے۔ اوائل میں انسانی معاشرہ تکلف سے بے نیاز تھا۔ سادہ مزاج لوگ سادہ زندگی گزارتے تھے۔ اب انسان مادی ترقی کے دور میں داخل ہوا تو مشاغل بڑھ گئے۔ وقت کے اس تقاضے کو ناول نے پورا کیا اور حقیقی زندگی کے واقعات دلچسپ انداز میں لکھے جانے لگے۔ اپنا ما فی الضمیر نثر نگار تحریروں اور شاعر بذریعہ اشعار اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ بات وہی ہوتی ہے مگر ذریعہ اظہار مختلف انداز میں ہوتا ہے۔

محمد اسلم راہی نے اپنی شاعری کو دلکش اور دل نواز بنانے کے لئے مناسب اور عمدہ اسلوب کا اہتمام کیا ہے چونکہ شاعری میں روانی اور سلاست کے علاوہ اسلوب کا سادہ سلیس ہونا بھی ضروری ہے۔ اسلوب کا مطالعہ بہت اہم چیز ہے۔

اسلوب کے حوالے سے محمد اسلم راہی نے سادہ اور سلیس اسلوب کا استعمال کیا ہے۔ عمدہ تراکیب کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ محاورہ بندی کے ساتھ ساتھ تشبیہات و استعارات کا بر محلا استعمال ان کے اسلوب کو اور بھی حسین بنا دیتا ہے۔ محمد اسلم راہی کی شاعری میں کہیں الجھاؤ نہیں۔ انہوں نے سادہ زبان استعمال کی ہے۔ بقول ڈاکٹر جاوید پتافی:

> ”محمد اسلم راہی اپنی شاعری میں سادہ سلیس اسلوب کا استعمال کرتے ہیں۔
> انہوں نے اپنی شاعری کو دلکش اور منفرد بنانے کے لئے عمدہ اسلوب کو
> اپنایا ہے۔ وہ عمدہ تراکیب کا استعمال کرتے ہیں۔ محاورہ بندی کے ساتھ ساتھ
> تشبیہات کا بر محلا استعمال ان کے اسلوب کو اور بھی حسین بنا دیتا ہے۔“ ۱۹

تکرارِ لفظی:

تکرارِ لفظی جو کہ ایک عیب ہے لیکن محمد اسلم راہی کی شاعری میں حسن بلکہ شعر کا ایمائی اثر بڑھا دیا۔ تکرارِ لفظی کے حوالے سے ان کے اشعار درج ذیل ہیں:

ہنسی ہنسی میں ہے مارا حسین لوگوں نے
کیا نظر کا اشارہ حسین لوگوں نے ۲۰

اس طرح ”ہنسی ہنسی“ تکرارِ لفظی ہے۔ مزید اس کی کچھ مثالیں اور دی گئی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

تنہا تنہا نہ سفر کیجیے ویرانے میں
بھول جاؤ نہ کہیں خوب ہے انجانے میں ۲۱

بجھ بجھ کے جل رہے تھے ہواؤں کے دوش پر
امید کے چراغ بھی سنسان کر گئے ۲۲

لا دو مجھ کو میرا بچپن
آؤ کھیلیں ناؤ ناؤ ۲۳

چھپ چھپ آہیں بھرتا ہوں
دیر سے سویا کرتا ہوں ۲۴

جدت نگاری:

ہر زبان ہر دور میں ترقی پذیر رہی ہے اور تجربے ہوتے رہتے ہیں۔ غزل اب تیرھویں صدی سے چل کر اکیسویں صدی تک پہنچ چکی ہے۔ اب اصلاحی اور انقلابی دور ہے۔ عالمی مسائل سے انسان دوچار ہے۔ جنگوں نے اجتماعی زندگیوں کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اندازِ زندگی بدل چکا ہے۔ مگر اہلِ علم حضرات نئی نسل کو آنے والے حضرات سے آگاہ کر رہے ہیں۔ اس لیے شعر کا اندازِ بیان بھی بدل چکا ہے۔ زندگی کے روشن اور توانا پہلوؤں کا اظہار اور کلام میں سوز و ساز ایم اے راہی کا وطیرہ ہے۔ زبان فطری مانوس اور روزمرہ کے عین مطابق ہے۔ قاری کو دقت نہیں ہوتی اس حوالے سے ان کا شعر ملاحظہ کیجیے:

اشک آنکھوں سے ٹپکتے ہیں یوں
سوکھی ڈالی ہی جھڑی ہو جیسے ۲۵

تشبیہات و استعارات کی آمیزش اور رنگینی کلام کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ مانوس مناظر کو اپنے جذبات سے ہم آہنگ کر کے جل ترنگ بج اٹھتے ہیں۔ اسلم راہی مبالغہ آرائی میں بھی معنی آفرینی، درویشی اور اخلاقی رفعت کا دامن تھام کے رکھا ہے۔ اسلم راہی نے نئے تجربات اور قدیمی لسانی قید کی زنجیریں توڑنے کی کوشش بھی کی ہے۔

اسلم راہی نے شہرت اور نامور شخصیت بننے کی آرزو کبھی نہیں کی۔ نئے اسلوب و بیان نئے نویلے اور نرالے ڈھنگ میں ادا کرتے ہیں۔ یوں اشعار قاری کے دل میں لطافت پیدا کر دیتے ہیں۔ اسلم راہی مروجہ تراکیب کے ساتھ ساتھ نئی نئی تراکیب استعمال کر کے شگفتہ و حسین جدت پیدا کر کے نادر تراکیب کا استعمال کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اسلم راہی، مکالمہ از راقمہ، فاضل پور، ۷ جنوری ۲۰۲۵ء، بروز منگل، بوقت ۱۰:۰۰ بجے دن
۲۔ بیگم نسیم اختر، مکالمہ از راقمہ، فاضل پور، ۷ جنوری ۲۰۲۵ء، بروز منگل، بوقت ۱۱:۳۰ بجے دن

۳۔ راہی، محمد اسلم، ”خوابوں کا جزیرہ“، انصاف کتاب گھر، ڈیرہ غازی خان، ۲۰۰۷ء، جلد اوّل، ص:۱۸

۴۔ محمد اسلم راہی، مکالمہ از راقمہ، فاضل پور، ۷ جنوری ۲۰۲۵ء، بروز منگل، بوقت ۱۰:۴۵ بجے دن

۵۔ راہی، محمد اسلم، ”بوئے گل“، انصاف کتاب گھر، ڈیرہ غازی خان، ۲۰۰۰ء، جلد اول، ص:۲۹

۶۔ راہی، محمد اسلم، ”ٹوبھے تھل دے“، انصاف کتاب گھر، ڈیرہ غازی خان، ۲۰۰۶ء، جلد اول، ص:۱۰۳

۷۔ راہی، محمد اسلم، ”بوئے گل“، انصاف کتاب گھر، ڈیرہ غازی خان، ۲۰۰۰ء، جلد اول، ص:۳۲

۸۔ محمد اسلم راہی، مکالمہ از راقمہ، فاضل پور، ۷ جنوری ۲۰۲۵ء، بروز منگل، بوقت ۱۱:۳۰ بجے دن

۹۔ طاہر حسین مگسی، مکالمہ از راقمہ، فاضل پور، ۹ جنوری ۲۰۲۵ء، بروز جمعرات، بوقت ۱۱:۳۰ بجے دن

۱۰۔ ایضاً، مکالمہ از راقمہ، فاضل پور، ۹ جنوری ۲۰۲۵ء، بروز جمعرات، بوقت ۱۱:۳۰ بجے دن

۱۱۔ راہی، محمد اسلم، ”خوابوں کا جزیرہ“، انصاف کتاب گھر، قائداعظم روڈ ڈیرہ غازی خان، جون ۲۰۰۶ء، جلد اول، ص:۲۲

۱۲۔ مرتضیٰ رضوان، مکالمہ از راقمہ، بمقام فاضل پور، ۱۰ ستمبر ۲۰۲۵ء، بروز بدھ، بوقت ۱۲:۰۰ بجے دن

۱۳۔ راہی، محمد اسلم، ”بوئے گل“، انصاف کتاب گھر، قائداعظم روڈ ڈیرہ غازی خان، جنوری ۲۰۰۰ء، ص:۲۸،۲۷

۱۴۔ راہی، محمد اسلم، ”خوابوں کا جزیرہ“، انصاف کتاب گھر، قائداعظم روڈ ڈیرہ غازی خان، جون ۲۰۰۶ء، جلد اول، ص:۱۷

۱۵۔ ایضاً، ص:۲۹

۱۶۔ راہی، محمد اسلم، ”بوئے گل“، انصاف کتاب گھر، قائداعظم روڈ ڈیرہ غازی خان، جنوری ۲۰۰۰ء، ص:۱۳۴

۱۷۔ ایضاً، ص:۱۳۵

۱۸۔ ایضاً، ص:۵۶

۱۹۔ ڈاکٹر جاوید پتافی، مکالمہ از راقمہ، راجن پور، ۱۴ فروری ۲۰۲۵ء، بروز جمعہ، بوقت ۱۰:۰۰ بجے دن

۲۰۔ راہی، محمد اسلم، ”خوابوں کا جزیرہ“، انصاف کتاب گھر، قائداعظم روڈ ڈیرہ غازی خان، جون ۲۰۰۶ء، جلد اول، ص:۵۵

۲۱۔ ایضاً، ص:۵۶

۲۲۔ ایضاً، ص:۶۱

۲۳۔ ایضاً، ص:۱۱۲

۲۴۔ راہی، محمد اسلم، ”سسکتی لو“، انصاف کتاب گھر، قائداعظم روڈ ڈیرہ غازی خان، ۱۹۹۸ء، جلد اول، ص:۲۳

۲۵۔ راہی، محمد اسلم، ”خوابوں کا جزیرہ“، انصاف کتاب گھر، قائداعظم روڈ ڈیرہ غازی خان، جون ۲۰۰۶ء، جلد اول، ص:۹۴